قرآن مجید کے معنی کرنے میں بہت احتیاط کرو

(فرمودہ ۹ - اکتوبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ [1]-

اس کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہود کی ایک اور خصلت بیان فرماتا ہے کہ ایک بات لکھتے پھر کہتے ہیں کہ یہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس سے ان کی یہ غرض ہوتی ہے کہ کچھ مال مل جائے، آمدنی ہوجائے، عزت بڑھ جائے۔ یہود میں بہت کثرت سے اس قسم کے قصے، معجزات اور آیات مشہور ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ جن کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی لیکن وہ خدا کی طرف انبیاء اور اولیاء کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس وقت یہودیوں کے تمام عملیات کا دارومدار ایک کتاب پر ہے جو کہ حضرت مسیح کے بھی بعد کی لکھی ہوئی ہے۔

ٹائیٹس (TITUS) نے جب یروشلم کو تباہ کیا تو یہود نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ کتاب اس لئے تیار کی کہ ہماری حکومت تو تباہ ہوچکی ہے اور بیت المقدس بھی برباد ہوچکا ہے اب مذہب بھی نابود نہ ہوجائے۔ اس وقت جو اقوال ان لوگوں کو یاد تھے وہ ایک جگہ جمع کردیئے گئے۔ اس میں ایسے ایسے عجیب وغریب قصے، کہانیاں اور واقعات درج ہیں کہ پڑھ کر حیرت آتی

ہے- لیکن ان میں سے وہ کچھ نبیوں کی طرف کچھ اولیاء کی طرف اور دوسرے بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں- جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اس کتاب کو کوئی بھی نہ مانے- اور اس کے جمع کرنے والوں کی کوئی عزت نہ کرے اور نہ ہی انہیں کچھ روپیہ پیسہ مل سکے- اس کتاب کے جمع کرنے والوں کی عزت تو ہوئی ہوگی لیکن انہوں نے روپیہ بھی بہت حاصل کیا ہوگا- اور اب بھی کما رہے ہیں- مَیں نے سنا ہے کہ ابھی یہ کتاب ولایت میں چھپی ہے جس کی قیمت ڈیڑھ سو روپیہ رکھی گئی ہے- مسلمانوں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے- آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمان بھی ایک وقت میں یہود کی طرح ہوجائیں گے ۲؎ - آج مسلمانوں میں بھی یہودیوں کی یہ صفت پائی جاتی ہے' عجیب عجیب قسم کے قصے اور کہانیاں لکھتے ہیں پھر ان کو آنحضرت ﷺ کے معجزات قرار دیتے ہیں- اور کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تصدیق اور اسلام کی تائید میں یہ واقعات ظاہر فرمائے ہیں- حالانکہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہوتا ہے- کوئی ہرنی نامہ لکھتا ہے کوئی گوہ کا قصہ گھڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دربار میں حاضر ہوکر اس نے بڑا فصیح و بلیغ عربی قصیدہ پڑھا تھا- تو عجیب و غریب جھوٹے قصے بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ نشانات خداوند تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے جن سے اسلام کی تائید ہوتی ہے- حالانکہ یہ اسلام کی ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتے ہیں- پھر مسلمان قرآن شریف کی ایسی تفسیر کرتے ہیں کہ ایک واقعہ جس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا ہوتا' صحابہ کرامؓ کی اس کے متعلق کوئی شہادت نہیں ہوتی لیکن مفسر صاحبان اپنی طرف سے جھوٹا واقعہ درج کردیتے ہیں- اور پھر کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے حالانکہ محض افتراء ہوتا ہے-

ہمارے مقابلہ میں جو مسلمان ہیں ان کو دیکھ لو- ہماری مخالفت میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کی رو سے ہم نے حیات مسیح کو ثابت کردیا ہے- لیکن اگر ایک دلیل بھی قرآن کی ان سے پوچھی جائے تو نہیں بتاسکتے- لیکچروں اور وعظوں میں بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت کردیا ہے جو کہ محض جھوٹ ہوتا ہے اور وہ اپنی طرف سے باتیں بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں- اس طرح کرنے سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ شہرت ہو' کتابوں کی بِکری زیاد ہو- تو ایسا بہت لوگ کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے قصہ گھڑ کر بیان کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب

کردیتے ہیں۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک ایسی آیت مسیح کی حیات پر پڑھ دیتے ہیں جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ لیکن وہ یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ اس سے حیات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ ایک مرحوم دوست کو یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کے دعویٰ سے پیشتر براہین احمدیہ کے پڑھنے کی وجہ سے اخلاص رکھتا تھا۔ جب آپ نے دعویٰ کیا تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ تو بڑے متقی ہیں یہ کیا دعویٰ قرآن کے خلاف کردیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دھوکا لگا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر قرآن سے یہ بات غلط ثابت کردو تو مَیں مان لوں گا۔ اس نے کہا کہ مَیں حیات مسیح کی بیسیوں دلیلیں قرآن شریف سے آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہی لاؤ۔ اس کی دوستی محمد حسین بٹالوی سے بھی تھی۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ مرزا صاحب تو بڑی نیک آدمی ہیں انہوں نے میری بات مان لی ہے اور جھگڑا بالکل طے ہوگیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک ہی آیت قران سے حیات مسیح کی نکال دو تو مَیں مان لوں گا۔ بس آپ مجھے کچھ آیات نکال کر دیجئے تاکہ میں ان کو جاکر بتاؤں۔ مولوی محمد حسین یہ سن کر اسے گالیاں دینے لگ گیا اور کہا کہ تم وہاں کیوں گئے تھے۔ آخرکار جب مولوی محمد حسین نے باوجود اس کے اصرار کے ایک دلیل بھی قرآن شریف سے نہ بتائی تو اس نے سمجھ لیا کہ کوئی دلیل ہے ہی نہیں اس لئے اس نے آکر بیعت کرلی۔

تو یہ لوگ قرآن سے کوئی دلیل نہیں بتاسکتے لیکن اگر یہ سوال پوچھا جائے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ اگر پوچھو کہ قرآن کی کس آیت کے خلاف ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں تفسیر میں لکھا ہے۔ فلاں مولوی صاحب کہتے ہیں تو یہ لوگ اپنی طرف سے بات بنا کر خدا تعالیٰ کی کتاب یعنی خدا تعالیٰ ہی طرف منسوب کردیتے ہیں تاکہ لوگ غور اور توجہ سے ان کی باتیں سنیں اور قدر کریں۔ عام طور پر احمدیوں کو غیروں سے مباحثات میں یہ وقت پیش آتی ہے اور مجھے خود بھی ایک دفعہ اس بات کا تجربہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ہم چند آدمیوں کو ایک جگہ لیکچر دینے کیلئے بھیجا۔ راستے میں ایک مولوی صاحب سے مباحثہ ہوگیا۔ مَیں نے حافظ روشن علی صاحب کو گفتگو کرنے کیلئے کہا۔ حافظ صاحب نے بات چیت شروع کی لیکن وہ مولوی یہی کہتا رہا کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ [۳] میں جو ہُ کی ضمیر ہے وہ کدھر جاتی ہے۔ حافظ صاحب نے اس کو کئی دفعہ جواب دیا لیکن وہ بار بار یہی کہتا رہا جائے کہ میرے سوال کا جواب تو ابھی ملا نہیں میں آگے بات کس طرح کروں۔ اگر اس کا جواب دے

دو تو حیات مسیح ثابت ہو جائے۔

چند دن ہوئے' ایک واعظ نے لکھا تھا کہ ایک مولوی صاحب جو کہ حافظِ قرآن بھی تھے مجھے یہ کہا کہ قرآن کریم میں ہے اِتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام اور امام حنیفہ کے دین کی پیروی کرو۔ تو ہم امام حنیفہ کے مذہب پر ہیں یہ آیت اس نے اپنی طرف سے بناکر کہہ دی۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہرگز یہ آیت نہیں بلکہ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ؎ ہے یعنی ابراہیم کے دین کی جو حنیف تھا پیروی کرو۔ تعجب ہے کہ امام حنیفہ جو دوسَو سال بعد آنحضرت ﷺ سے پیدا ہوئے ان کی پیروی کرنے کا حکم قرآن میں درج بتاتے ہیں۔ تو یہ کس قدر جرأت اور بے باکی ہے کہ ایک فقرہ اپنے مطلب کا بناکر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جو خود لکھ کر اس کو خدا کی طرف منسوب کرتی ہے۔ اس لئے کہ آمدنی ہو اور عزت بڑھے۔ مگر ایسے لوگ کبھی سکھ میں نہیں ہوتے۔ ان کا کھانا۔ پینا ذلت اور خواری کا ہوتا ہے اور وہ دنیا میں ہی ذلیل ہوجاتے ہیں۔ تم دیکھ لو ایک زمانہ تھا علماء کی قدر کی جاتی تھی کہ بادشاہ کی ان کے سامنے مجال نہ ہوتی تھی کہ کچھ کرسکے۔ اب تو ترکوں کو یورپ والے بدنام کررہے ہیں کہ بڑے ظالم اور بے رحم ہیں۔ لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ترک باشاہ کسی بات پر ناراض ہوگیا اور اس نے کہا کہ میں قتل عام کروں گا۔ مگر جب شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ ناجائز ہے میں اس کی اجازت نہیں دوں گا تو بادشاہ نے شیخ الاسلام کے حکم کے آگے گردن جھکادی اور کچھ نہ بولا۔ تو اس وقت جبکہ علماء میں اتقاء اور پرہیز گاری ہوتی تھی تو ان کی قدر بھی کی جاتی تھی۔ لیکن اب تو دو دو پیسے کو دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی قدر نہیں کرتا اس کی بھی قدر نہیں کی جاتی۔ اس لئے جب سے مسلمانوں نے قرآن شریف کے معنی بدلنے اور اس میں جھوٹے قصے کہانیاں ملانی شروع کی ہیں۔ اسی وقت سے ذلیل ہو رہے ہیں۔ تعجب آتا ہے کہ لوگوں میں اس حد تک کس طرح جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ جھوٹی آیتیں بناکر شرارت سے لوگوں میں مشتہر کرتے ہیں۔

پنجاب کی ایک مشہور انجمن کے جلسہ میں ایک دفعہ ایک لیکچرار صاحب بار بار ایک عربی عبارت کو دُہراتے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن کی آیت ہے حالانکہ وہ ہرگز قرآن کی آیت نہیں تھی۔ لیکن اس لیکچرار کو مولویوں سے سُن سُن کر اس قدر اس کے آیت قرآنی ہونے پر پختہ

یقین ہوگیا تھا کہ اتنے مجمع میں پے درپے دُہراتا تھا۔ لوگ جھوٹی آیتیں' حدیثیں اور معجزے بنالیتے ہیں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

ہماری جماعت میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ بعض لوگ بڑی جرأت سے قرآن شریف کی آیات کے معنی کرلیتے ہیں۔ حالانکہ ایسانہیں کرناچاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن شریف میں غور اور تدبر کرنا عمدہ بات ہے اور جولوگ اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں وہ تباہ ہوجاتے ہیں مگرجو دل میں معنی آئیں وہی کردینے یہ بھی ہرگز درست نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس لئے آئے تھے کہ لوگ یہودی خصلت ہوگئے تھے اور آپ کے ذریعہ خداتعالیٰ کی منشاء کے تحت ہماری جماعت قائم ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے لئے بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ہوسکے قرآن شریف کے معنی کرنے میں احتیاط کرو۔ آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے معنی اورافعال کے خلاف ہرگز کسی آیت کے معنے نہیں کرنے چاہئیں۔ پھر صحابہ کرامؓ کاجن معنوں پراتفاق ہوان کے خلاف نہیں ہوناچاہیئے۔ پھرجو معنے لغت کے خلاف ہوں ان کے بیان کرنے کی بھی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ قرآن شریف کے معنے کرنے کے قواعد ہیں ان کے مطابق معنے ہونے چاہئیں۔ بعض کم عقل کہتے ہیں کہ خدا صرف ونحو کے قواعد کا پابند نہیں۔ گوخداتعالیٰ کو صرف ونحو کی ضرورت نہیں لیکن ہمیں تو ہے۔ اگر خداتعالیٰ نے لغت اور قواعد زبان کے ماتحت کلام نازل نہیں فرمایاتو ہم کس طرح اس کو سمجھ سکتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ کلام جو ہمارے لئے نازل کیاگیا ہے وہ انہی قواعد کو مدنظر رکھ کر اتارا گیا ہو۔ جو کہ ہم جانتے ہوں اور سمجھ سکتے ہوں۔ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ان باتوں کالحاظ رکھو کہ (۱) آیت کی تفسیر جو دوسری آیت نے کردی ہے اس کو مدنظر رکھو (۲) آنحضرت ﷺ نے جس آیت کے معنے فرمائے ہیں ان کو مانو (۳)اس تفسیر کو مانو جو کوئی اللہ کاماموکرے اورالہام کے ذریعے اُسے جو کچھ بتایا گیا ہو (۴) پھرجن معنوں پر صحابہ کی کثرت رائے ہو (۵) پھراپنے قیاس کے ماتحت معنی کرو لیکن اس میں لغت اور صرف ونحو کابڑا لحاظ رکھو اور کبھی اپنی طرف سے زائدبات نہ ملاؤ کیونکہ ایساکرنا خداتعالیٰ کے غضب کو بھڑکا دیتا ہے۔ یہ یہود کی صفت ہے خداتعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ہماری اصلاح کی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتاہوں کہ ان قواعد سے سَرِمُو ۵ اِدھراُدھر نہ ہونا۔ کیونکہ ایسے لوگ ذلیل ہوجاتے ہیں جو خدا کے کلام کے جھوٹے معنے کرتے ہیں۔

خداتعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے اور اپنے فضل وکرم سے قرآن شریف کے سمجھنے کیلئے صحیح فہم وفراست عطا فرمائے۔

(الفضل ۱۵ - اکتوبر ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ:۸۰

۲؎ ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھٰذہِ الامۃ۔

۳؎ النسآء:۱۵۹　　۴؎ البقرۃ:۱۳۶

۵؎ سَرِمُو: ذرا سا۔ رائی برابر۔ بال کی نوک کے برابر